

خلافت راشدہ کی خصوصیات / خلافت راشدہ کا نظام حکومت
خلفائے راشدین کا طرز حکمرانی، خلافت راشدہ کی حکمرانی
کو کس حد تک جمہوری قرار دیا جاسکتا ہے؟

□ خلافت راشدہ کا تعارف :-

خلف کا مطلب نائب ہے۔ خلف اس شخص کو کہتے ہیں جو

پہلے کا نائب ہو خواہ پہلا فوت ہو یا زندہ ہو۔ خلفہ کا لفظ عربی
زبان میں خلف خلافت سے ہے جس کا مطلب ہے پھر رہنا یا بعد میں آنا ہے۔

Use blue and black colors only

شاہ ولی اللہ کے مطابق

لئے خلافت وہ عمومی رہا ہے جو امامت دین

کی جانب عملاً متوجہ رہتی ہو

رسول کی وفات کے بعد جو حکومت قائم ہوئی اسے خلافت راشدہ کہتے ہیں

آیت کی وفات کے بعد چار خلفاء نے حکومت کی جن کو خلفائے راشدین کہا جاتا
ہے۔ ان کو خلفائے راشدین اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ ہدایت یافتہ تھے۔ راشد

کا مطلب ہدایت ہے تو چاروں خلفاء ہدایت یافتہ تھے اسی لیے انہیں خلفائے
راشدین کہا جاتا ہے

□ خلافت کا نظریاتی مفہوم :-

خلافت ایک ادارہ ہے جس کا مقصد ہے جو اپنے مضمون

میں خاص اہمیت رکھتا ہے خلافت کا مقصد نیابت بھی ہے اس سے مراد حاکمیت

لی جاتی ہے یعنی اصل اختیارات کے حامل شخص کی موجودگی یا عدم موجودگی

میں اختیارات کی منتقلی یا جانشینی کہلاتی ہے

□ چار خلفائے راشدین :-

اسلام کے پہلے خلفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آیت

دو سال حکمرانی کی۔ حضرت ابو بکر نے 537ء سے 634ء تک حکومت کی۔ اسلام

کے دوسرے خلفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو جانشین نامزد کیا

تھا حضرت ابو بکر نے دس سال حکمرانی کی یہ دس سال اسلامی سلطنت کے بہترین منظم سال

تھے۔ حضرت عمر کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنی خلفہ نامزد کیے گئے۔ حضرت

عثمان نے تقریباً 31 سال حکومت کی۔ حضرت عثمانؓ کی نامزدگی کے وقت مدینہ میں جمہوری طرز دیکھنے کو ملتا ہے جو کہ مختلف گھایہ پر مشتمل ملی بنائی گئی تھی اور پھر عوام کی اہمیت کی بنا پر حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا تھا۔ حضرت عثمانؓ کی ناصحی شہادت کے بعد جو صحیح خلیفہ راشد حضرت علیؓ ابن ابی طالب خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت علیؓ نے 5 سال حکومت کی۔ حضرت علیؓ کو بھی شہد کر دیا گیا تھا۔

خلفائے راشدین کا طرز حکمرانی

خلافت کا جو تصور قرآن میں دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ زمین میں انسان کو جو بھی قدرتیں حاصل ہیں خدا کی عطا اور بخشش سے حاصل ہیں۔ انسان اللہ کی ہی پوری طاقتوں کو اللہ کے حکم کے مطابق ہی استعمال کرے۔ انسان یہاں خود مختار نہیں بلکہ اہل صالک کا خلیفہ ہے۔

حاکمیت الہیہ :-

انسانوں کا حقیقی فرمان روا اور حاکم اللہ تعالیٰ ہے۔ انسانی معاملات میں حاکمیت کا حق اسی کو یقین ہے۔ وہ کائنات کا رب اور حقیقت انسان کا رب اور حاکم ہے حکم اور فیصلے کا حق اللہ کے سوا کسی کا نہیں ہے

”متبارک و درمیان جو بھی اختلاف ہو اسکا فیصلہ بنا اللہ کا کام ہے (التورای)“

خلفائے راشدین اپنے طرز حکمرانی میں اس بات کو خوب اچھی طرح مد نظر رکھتے تھے کہ ان کی حکمرانی میں المصلحت الہی کی پابندی کی جائے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو یہی ترجیح دی جاتی تھی۔ عام خلفائے راشدین نے ایک خدا کی حاکمیت کے فائدے ہونے کی حقیقت سے حکمرانی کی اور پھر اپنی قوم کو ایک باپ کا حکم دینے سے

Try to add the Arabic of quranic ayats

”اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (اسعرا)“

سورہ یوسف میں اللہ بجان و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

”سن رکھو“ قانون اور حکم خدا کے سوا کسی کا نہیں ہے (یوسف)

خلیفہ کا انتخاب :-

خلافت راشدہ میں خلیفہ کے انتخاب کے لیے سرکاری دباؤ نہیں ڈالا جاتا تھا اور کسی بھی شخص کو خلیفہ بنانے کے لیے تلوار میں یہ پیام نہیں کی جاتی تھی بلکہ عوام

اپنی رضامندی سے کسی شخص پر اعتماد کا اظہار کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے انتحاب کی تجویز دی گئی پھر مسجد نبوی میں تمام لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کے لیے حضرت ابوبکرؓ نے کبار صحابہ اراکم (رضوان اللہ علیہم) سے مشورہ کر کے ان کو جانشین کیا اور تمام لوگوں سے اس کی توثیق بھی کروائی۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ کے انتخاب کے لیے بھی جو کئی مکیبی مکمل دی گئی اور حضرت علیؓ کی خلافت بھی عوام سے مشورے سے ہوئی۔ تمام خلفائے راشدین میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو عوام کے رائے کے خلاف اقتدار پر آئے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلفائے راشدین کی حکومت ایک طرح سے جمہوری طرز حکومت تھی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے خلافت اور بادشاہت کے فرق کو واضح کیا ہے

”خلافت وہ ہے جسے قائم کرنے میں مشورہ لیا گیا ہو اور بادشاہت

Leave a line space between headings for neatness

مجلس شوریٰ کا وجود :-

چاروں خلفائے راشدین حکومت کے انتظام اور قانون

سازی کے معاملے میں اہل الرائے لوگوں سے مشورہ کے بغیر کام نہیں کرتے تھے

سنن دارمی میں مہمون بن مہران کی روایت ہے کہ

”حضرت ابوبکرؓ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب ان کے پاس کوئی معاملہ آتا تو پہلے یہ

دیکھتے کہ کتاب اللہ کلاما ہے اگر وہاں حکم نہ ملتا تو سنت رسولؐ سے استفادہ

کرنے کی کوشش کرتے اور وہاں سے بھی حکم نہ ملتا تو قوم کی سرکردہ اور نیک

لوگوں کو جمع کر کے مشورہ کرتے تھے یہی طرز عمل حضرت عمرؓ کا تھا۔

خلافت شوریٰ کے بغیر جائز نہیں ہے۔ لیکن قرآن پاکی سے یہ اہمیت فرمائی کہ

صومنین کے سائل بابی مشورے سے طے ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ

کی طرح حضرت علیؓ نے بھی کوفہ میں مجلس شوریٰ بنائی۔ اہل شوریٰ کو اپنی بات

پوری آزادی کیساتھ بیان کرنے کا حق حاصل ہوتا تھا۔ شوریٰ خلیفہ کی اذیت

پر تشدید بھی کر سکتی تھی۔ مجلس شوریٰ کا قیام بھی اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ

خلافت راشدہ جمہوری طرز حکمرانی تھی۔

”اور مسلمانوں کا کام آپس کے مشورے سے چلتا ہے (الشوریٰ)“

One reference is enough for a single argument

□ کتاب اللہ اور سنت رسول کے مطابق حکومت :-

خلافت راشدہ کی ذاتی حکومت نہ تھی

اور نہ ہی خلیفہ کی محدود صوابدید کا اصول عمل دخل ہوتا تھا۔ خلیفہ کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول کے مطابق مسلمانوں کے معاملات کو چلانا تھا۔ ظالم کے ظلم کو روکنا اور مظلوم کا داد دہا کرنا خلیفہ کا کام تھا۔ اور اس کا کام یہ نہ تھا کہ خلیفہ اور عوام کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں تھا۔

□ سرکاری حکومت کا تصور :-

خلافت راشدہ میں خلیفہ سربراہ مملکت تھا اسے امام، امیر المؤمنین یا خلیفہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ خلیفہ کو وسیع تر سیاسی و مذہبی اختیار حاصل تھے لیکن ان کے ساتھ بہت زیادہ ذمہ داریاں تھیں۔ اسلامی قوانین کا نفاذ ملک کا دفاع، داخلی امن و امان کا تحفظ، نظام عدل کو برقرار رکھنا خلیفہ کی ذمہ داریوں میں سے ہے اور سرکاری حکومت کے زیر نگرانی صوبائی حکومت بھی تھی ان کے والی ان کو ریز مفروضہ کے جاتے تھے۔ اس کی جمہوری طرز عمل دیکھنے کو ملتا ہے۔

صرف عمر کے دور حکومت میں جو صوبائی حکومت آگے ہوئیں پر مشتمل تھی۔ سرکاری حکومت کے مختلف محکمے جن میں منجملہ مالیات، عسکری ادارہ، سیکرٹریٹ وغیرہ خارجہ یا سرکاری قطوع اور ادارہ اقتدار جیسے محکمات شامل تھے۔

□ مضبوط عدلیہ :-

خلافت راشدہ میں قانون کی مالکیت کا تصور مکمل طور پر پایا جاتا تھا عدلیہ خود مختار تھی حکومت کے کنٹرول سے آزاد تھی جس کی عمر نے عدالت کا جو نظام قائم کیا باقی خلفاء کے عہد میں بھی اسے برقرار رکھا گیا۔ عدلیہ اس حد تک آزاد اور با اختیار تھی کہ خلیفہ وقت کو بھی عدالت میں طلب کیا جاسکتا تھا۔ قانون کی نظر میں سب برابر تھے خواہ وہ ذمی ہوں یا مسلمان۔ خلفائے راشدین اس بات پر قائم تھے جو حکم خداوندی ہے اسے چھوڑنے کی کوئی طاقت نہیں ہے اور جہاں اس کے مطابق ہو گا وہ آزاد اور خود مختار عدلیہ جمہوری طرز حکومت کی مثال ہے۔

"اور جب لوگوں کے درمیان منہلہ کرو تو عدل لیا کرو"

(النساء)

□ بیت المال کے امانت ہونے کا تصور :-

شخصی حکومت میں بیت المال طران کا حال ہوتا ہے لیکن خلافت راشدہ کا نظام میں بیت المال کو عوام کی امانت سمجھا جاتا تھا خلیفہ کا حق اس میں صرف اتنا ہے جتنا ایک یتیم کے وارث کو یتیم کے مال پر ہو سکتا ہے۔ بادشاہت اور ظلمت کے درمیان بنیادی فرق ہی یہ ہے کہ بادشاہ عوامی خزانے کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھ کر خرچ کرتا اور خلیفہ اسے حق کے مطابق خرچ کرتا تھا۔

حضرت عمر نے ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی سے پوچھا کہ میں

بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ انہوں نے بلا تامل جواب دیا کہ اگر

آپ مسلمانوں کے درمیان سے ایک درہم بھی حق وصول کریں اور

حق کے خلاف خرچ کریں تو آپ بادشاہ ہیں نہ کہ خلیفہ۔

حلفائے راشدین کے لئے بیت المال سے ایک خاص وظیفہ مقرر کیا گیا تھا جو کہ ضروریات

سے زیادہ نہ تھا۔ حضرت ابو بکر نے بیت المال سے ۵۰ ہزار درہم لیے تھے اور وفات کے وقت

یہ وصیت کی تھی کہ یہ رقم بیت المال کو واپس کی جانی چاہئے۔

□ عوام کی فلاح و بہبود :-

خلافت راشدہ میں بنیادی ضرورتوں کو دور کرنا

عوام کی فلاح کا کام کرنا فرض میں سمجھا جاتا تھا۔ خلیفہ کا فرض تھا کہ وہ ضروریات

مندرجہ ذیل کی ضرورت پوری کرے۔ حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے کہ

اگر دریا نے دلہ کے کنارے کوئی کتابھی بھوکا مر جائے تو اسکی

ذمہ داری بھی سربراہ ریاست پر ہوگی۔

حضرت عمر رات کو رہا یا کی خبر گیری کے لئے گلیوں میں گشت کیا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ

کے دور حکومت میں دولت کی فروانی سے نکلنے والے غریبوں کو مدد دینا تھا۔

راشدین کے دور میں حکومتی آمدورفت کو بہتر بنانے کے لئے حکومت رائے بنوائی،

پانی مہیا کرنے کے لئے نہروں کا اہتمام کرتے تھے۔ عوام کا معیار زندگی بلند

کرتے تھے۔ یہ ممکن کوششوں کی جاتی تھی۔

□ فوجداری نظام :-

خلفائے راشدین کے دور میں خاص طور پر حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں اسلامی سلطنت میں فتوحات ہوئیں جن میں فتوحات کیلئے بہترین فوجی نظام موجود تھا۔ رضا کاروں کیساتف ساتھ متقل فوج رکھی جانے لگی۔ فوج میں شامل مجاہدین کو باقاعدہ تنخواہ دی جاتی تھی۔ فوجی چھاؤنیاں کو بھی قائم کیا گیا تھا چھاؤنی میں فوج کے علاوہ گھوڑے اور اسلحہ کی اشیاں بھی موجود تھیں۔

پروفیسر فلیب کے حسی کے مطابق

" ایک عظیم قوم کا اپنے درمیان پوری آمدنی مال غنیمت، فتوحات کو باہم تقسیم کرنا پہلے انسانی مساوات کی بنیاد پر، پھر فوجی اور روحانی امتیازات کی بنیاد پر، ایک الباقابل دید معجزہ ہے جسکی دنیا بھر میں کوئی مثال نہیں ملتی "

□ پولیس کا مسئلہ :-

اس دور حکومت میں پولیس رات بھر شہروں میں پتھر دہی تھی۔ جرائم کی روک تھام اور مشتبہ افراد کی نگرانی کیلئے شعبہ اعدا ت یعنی پولیس کا مسئلہ بھی قائم کیا گیا تھا۔ حضرت علیؓ نے ضرورت کے وقت اس شعبہ کو مقبول تری بنا یا۔

□ دعوت و تبلیغ کا کام :-

خلافت راشدہ میں دین کی اشاعت حکومت کے اہم مقاصد میں سے ایک ہے۔ مفتوحہ علاقوں میں مساجد کا قیام، مدارس کی تعمیر اور پھر مدارس میں قرآن و حدیث کی تعلیم اور فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ خلیفہ عوام کیلئے امام بھی تھا۔ دعوت و تبلیغ کا کام امر بالمعروف نہی عن المنکر کا کام خلیفہ کا ذمہ داری تصور کی ذاتی تھی۔

" تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہوگی جسے جو بھلائی کی طرف دعوت دے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے "

(آل عمران)

□ بنیادی حقوق کا تحفظ :-

خلافت راشدہ میں دستوری طریقہ حکومت تھی اس میں

تمام بنیادی حقوق کا تحفظ فراہم کیا جاتا تھا۔ غیر مسلموں کو ذمی قرار دے کر ان کے باقاعدہ حقوق معارفہ دئے گئے۔ عوام کو سماجی، مذہبی، ثقافتی آزادی دی گئی۔ حضرت عمر و بن العاص نے کسی شخص کو ناقص سزا دی تو حضرت عمر نے فرمایا

عمر و بن العاص نے ان کو کتب سے غلام بنایا ہے ان کی ماؤں نے ایضاً آزاد کیا تھا

□ عیسیتوں سے پاک حکومت :-

خلافت راشدہ کی طمرانی میں ایک اہم خصوصیت

یہ تھی کہ قبائلی عصبیت پرستی اس دور میں نہیں تھی۔ اگر کسی نے عصبیت کو اہتمام کی کوشش کی تو ایضاً ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ مسلمہ کذاب نے اپنی بیوت صنوان کیے۔ قوطانی قبائل کے تعصب کو اہتمام سے شکست ہوئی۔ چاروں خلفاء نے ادوار میں مختلف لوگوں نے ایسے اقدامات اٹھائے جو عصبیت کو اہتمام سے شکست دے سکے مگر کوئی بھی اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔

□ بہترین معاشی نظام :-

حضرت ابو بکر کے دور حکومت میں باقاعدہ طور پر بیت

المال موجود نہ تھا عبد بنوئی کی طرح ہی سال غنیمت یا دوسرے ذرائع سے حاصل ہونے والی رقم کو تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ حضرت عمر کے دور میں باقاعدہ بیت المال کو تعمیر کیا گیا۔ اس کے ذریعے حکومتی اخراجات اور دفاع کے اخراجات پورے کیے جاتے تھے۔ آمدنی کے ذرائع میں زکوٰۃ، مختلف معاشی ٹیکسوں میں وصول کی جاتی تھی۔

فخس، عشر، قراج، عشر اور جزیرہ وغیرہ ٹیکس کی مختلف قسمیں تھیں۔

□ سرکاری عمارتوں کی تعمیر :-

انسانی معاہدہ کیلئے بیت سے عمارات تعمیر کیں گیں

دار الامارات کے نام سے دفاتر بنائے گئے حکومتی عہدیدار کیلئے طومنی دفاتر اور رہائش گاہ تعمیر کی گئی۔ مسلم تاریخ میں پہلی بار قید خانے بنائے گئے۔ سڑکوں کی تعمیر بھی کی گئی۔

۵۔ جمہوری طرز:

خلافت راشدہ کی اہم ترین خصوصیت یہ تھی کہ اس میں تنقید اور اظہار رائے کی پوری آزادی تھی۔ خلفاء ہر وقت اپنی قوم کی درس میں رہتے۔ خلیفہ نے اپنے خود اہل شوریٰ اور میان بیٹھے اور مباحثوں میں حصہ لیتے تھے۔ اور خلیفہ کے استقباب میں بھی عوام کی بھرپور رائے شامل ہوتی تھی۔ بلکہ گورنروں کا تقریبی عوام کی رائے سے ہونا تھا۔ اگر عوام کو کسی گورنر سے شکایت ہوئی تو اسے معزول کر دیا جاتا تھا۔ بعض اوقات عوام کو پیغام بھیجا جاتا تھا کہ عامل کے تقریباً کسی مناسب آدمی کا استقباب لے کر خلیفہ کو اطلاع کریں۔

۶۔ خلافتِ بعثت:

خلافت راشدہ کا دور حکومت روشنی کا ایک منار تھا جس کی طرف بعد کے تمام ادوار میں فقہاء و محدثین اور عام دین دار مسلمان بیٹھے دیکھتے رہے۔ اسلامی تاریخ کا بہترین دور خلفائے راشدین کا دور ہے۔ اس دور حکومت کو ہم جمہوری طرز کا حکومت بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں عوام کی رائے کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ عوامی حقوق کو بہت زیادہ اہم سمجھا جاتا تھا۔ خلفائے راشدین کا دور اسلامی سلطنت کا عروج تھا جس میں بہترین طرز حکمرانی دیکھنے کو ملتا ہے۔ عدل و انصاف پر مبنی ہر اصل معاشرہ کا وجود دیکھنے کو ملتا ہے۔